جشنِ عرشی

از

عبداللطیف اعظمی

عبداللطیف اعظمی

"جشن عرشی"

دلی کی اہمیت صرف سیاسی لحاظ ہی سے نہیں ہے، ادبی لحاظ سے بھی ہے۔ یہاں کم وبیش ہر ماہ علم وادب کے ایسے جلسے اور مباحثے ہوتے ہیں جن پر اگر تفصیل سے لکھا جائے تو اُن سے اردو ادب کے مورخ کو بڑی مدد ملے گی اسی طرح یہاں علم وادب اور تنقید وتحقیق کے ایسے عالم اور دانشور آتے رہتے ہیں کہ اگر اردو کے مختلف مسائل اور مباحث پر ان کے افکار وخیالات کو قلم بند کر کے مناسب انداز سے پیش کیا جائے تو اس سے اردو زبان وادب کو بیش از بیش فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ "صبح" میں مفید اور اہم مباحث اور مجالس کی روداد تفصیل سے شائع کی جائے اور اختلافی مسائل پر ادیبوں کو اظہار رائے کی دعوت عام دی جائے۔ اس شمارے میں "جشن عرشی" کی روداد پیش کی جاتی ہے جو ۲۰ مارچ کو نئی دہلی میں سپرو ہاؤس کے لان پر منعقد ہوا تھا۔

مولانا امتیاز علی خاں عرشی اردو تحقیق کی آبرو ہیں اور غالبیات میں بڑا اونچا مقام رکھتے ہیں، اس لئے ان کے چند دوستوں اور قدر دانوں نے جن میں راز یزدانی (مرحوم) اور مالک رام صاحب قابل ذکر ہیں، ۱۹۶۱ء میں طے کیا کہ عرشی صاحب کی ساٹھویں سال گرہ منائی جائے اور اس موقع پر ان کی علمی وادبی خدمات کے اعتراف میں ایک یادگار جلد پیش کی جائے۔ مالک رام صاحب اپنے فرائض منصبی کے سلسلے میں اُس وقت ہندوستان سے باہر تشریف رکھتے تھے۔ اس لئے بیرونی ممالک کے اصحاب قلم سے اس یادگار جلد کے لئے مضامین حاصل کرنے کی ذمہ داری ان کے سپرد کی گئی اور اندرون ملک کی ذمہ داریاں راز یزدانی (مرحوم) پر ڈالی گئیں۔ یزدانی (مرحوم) نے ۲۷ ستمبر ۱۹۶۱ء کو پروفیسر محمد مجیب صاحب کو اس سلسلے میں ایک خط لکھا تھا جس سے اس سال گرہ کے مقاصد پر روشنی پڑتی ہے۔ اس لئے اس کا ابتدائی حصہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

"عرشی صاحب کی ساٹھویں سال گرہ کے مسعود ومبارک موقع پر ہم نیاز مندان عرشی کی طرف سے موصوف کی علمی وادبی خدمات کے اعتراف میں ایک یادگار کتاب پیش کی جارہی ہے۔ اس کتاب کے مباحث حسب ذیل ہوں گے:-

(۱) ادب وتحقیق کے مسائل پر مختلف علمی مقالے

(۲) عرشی صاحب کی شخصیت اور ان کا فن

(۳) عرشی صاحب کے خطوط"

اردو کے مشاہیر سے مضامین حاصل کرنا، وہ بھی عرشی صاحب جیسے گوشہ نشین کی سال گرہ کے موقع کے لئے کس قدر مشکل اور جان لیوا کام ہے، وہ تجربہ کار حضرات سے مخفی نہیں۔ اسی درمیان میں یزدانی صاحب ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہوگئے، اور

مالک رام صاحب بیرون ملک سے دلی واپس آ گئے۔ مالک رام صاحب نے کام کا از سر نو جائزہ لیا اور اپنے ذاتی اثرات اور انتھک کوششوں سے اس منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ تاخیر ہو جانے کی وجہ سے ساٹھویں سال گرہ کے بجائے اکسٹھویں سال گرہ منائی گئی۔ ۲۰ مارچ (۱۹۶۷ء) کو سپرو ہاؤس کے سبزے پر اردو کے منتخب ادیبوں کا ایک کامیاب اجتماع ہوا۔ نائب صدر جمہوریہ جناب ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب نے جو مجلس "نذرِ عرشی" کے صدر تھے، اس جلسہ کی صدارت کی۔ مالک رام صاحب نے ناظم کے فرائض ادا کئے۔ پروفیسر محمد مجیب صاحب، کرنل بشیر حسین زیدی صاحب اور پروفیسر آل احمد سرور صاحب نے تقریریں کیں۔ صدر جلسہ نے مولانا عرشی صاحب کو وہ کتاب پیش کی جو "نذرِ عرشی" کے نام سے شائع کی گئی تھی۔ اس کے بعد اپنا خطبہ پڑھا اور آخر میں مولانا عرشی صاحب نے شکریہ کی تقریر کی۔

ڈاکٹر ذاکر صاحب نے اپنے خطبہ میں عرشی صاحب کے متعلق * فرمایا "جیسا کہ آپ سب صاحبوں کو معلوم ہے ہم اس وقت یہاں مولانا امتیاز علی خاں عرشی کی اکسٹھویں سال گرہ کے موقع پر ان کی علمی کاوشوں کے اعتراف میں ان کی خدمت میں ایک تذکاری کتاب پیش کرنے کی غرض سے جمع ہوئے ہیں۔ مولانا عرشی کی تعلیم تمام تر مشرقی نہج پر ہوئی۔ انھوں نے مدرسہ عالیہ رام پور اور اورینٹل کالج لاہور میں مذہبی علوم اور عربی فارسی کی تعلیم پائی۔ انگریزی میں وہ دسویں درجے سے آگے نہیں بڑھے۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد وہ ۱۹۳۲ء میں رام پور کی مشہور اسٹیٹ لائبریری کے، جو اب مرحوم نواب رضا علی خاں کے نام پر رضا لائبریری کہلاتی ہے، مہتمم مقرر ہو گئے۔ پچھلے ۳۵-۳۰ برس میں اس لائبریری نے جو ترقی کی ہے اس میں مولانا عرشی کی کوششوں کا بہت بڑا حصہ ہے۔"

عرشی صاحب کے علمی کاموں کا ذکر کرتے ہوئے صاحب صدر نے فرمایا "عرشی صاحب کی علمی اور ادبی خدمات ہمارے اہل نظر حلقوں سے مخفی نہیں۔ انھوں نے غالب کی نظم و نثر کو بہترین حسن و ترتیب سے شائع کیا ہے۔ غالب نے جو خطوط نواب یوسف علی خاں والی رام پور اور ان کے جانشین نواب کلب علی خاں کے نام لکھے تھے انھیں عرشی صاحب ہی نے مرتب کر کے شائع کیا ہے، اس کے ساتھ اردو اور فارسی کلام کا انتخاب بھی، جو کتاب خانہ رام پور میں محفوظ تھا، انھیں کی کوششوں سے منظر عام پر آیا۔ غالب کا تمام منظوم اردو کلام بھی انھیں نے جمع کیا۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ ساہتیہ اکیڈمی نے انھیں اس کتاب پر ۱۹۶۱ء میں اپنا انعام دیا ہے۔"

اس جشن عرشی کے موقع پر "نذرِ عرشی" کے نام سے جو کتاب پیش کی گئی، وہ ظاہری اور باطنی حسن دونوں لحاظ سے اردو کی بہترین کتابوں میں سے ہے۔ اس کے مرتب مالک رام صاحب اور مختار الدین احمد ہیں۔ ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب کا ایک مختصر مقدمہ ہے، مالک رام صاحب، اکبر علی خاں صاحب (عرشی صاحب کے صاحب زادے) سید عابد حسین صاحب اور سید صباح الدین عبدالرحمان صاحب نے عرشی صاحب کی زندگی اور ان کے علمی کاموں کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کے بعد علمی و تحقیقی مقالات ہیں، اس سلسلے میں پروفیسر محمد مجیب صاحب (جامعہ ملیہ) ڈاکٹر سید عبداللہ (لاہور) پروفیسر آل احمد سرور (علی گڑھ) مولانا محمد زبیر صدیقی (کلکتہ) پروفیسر عندلیب شادانی (ڈھاکہ) پروفیسر عبدالقادر سروری (سری نگر) پروفیسر مسعود حسین رضوی ادیب (لکھنؤ) قابل ذکر ہیں۔ ایک معقول تعداد میں انگریزی کے مضامین بھی اس کتاب کی زینت ہیں۔

ہم مولانا عرشی صاحب کو ان کی اس سالگرہ کی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ ان کو علم و ادب کی خدمت کے لئے عمر خضر عطا ہو اور منتظمین جشن عرشی کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ان کی توجہ اور کوشش سے ایک گوشہ نشین کی خدمات کا مناسب طور پر اعتراف کیا گیا۔

* ڈاکٹر ذاکر کا مکمل متن رسالہ فروغ اردو بابت مئی اپریل ۱۹۶۷ء ص ۱ تا ۱۱ پر ملاحظہ ہو [illegible]